احیاءِ حدیث
وقت کا تقاضہ
مصنف
ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

احیاءحدیث، وقت کا تقاضہ

مصنف

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

(فاضل جامعۃ المدینہ، فیضان مدینہ، اوکاڑہ)

دارالابدال

اسلامی جمھوریہ پاکستان

نام	:	احیاءحدیث وقت کا تقاضہ
موضوع	:	علم حدیث
مصنف	:	ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی
		(فاضل جامعۃ المدینہ، فیضان مدینہ، اوکاڑہ)
ضخامت	:	26 صفحات
سن	:	شوال المکرّم ۱۴۴۲ھ / مئی ۲۰۲۱ء
پیشکش	:	دارالابدال

احیاءحدیث، وقت کا تقاضہ

فہرست مشمولات

احیاءحدیث، وقت کا تقاضہ

اللہ رب العزت کے لیے ہی پاکی ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں جس نے انسانوں کی ہدایت کے لیے انبیاء ورسل کو معبوث فرمایا اور سب سے آخر میں امام الانبیاء، خاتم الانبیاء، سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو معبوث کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید فرقان حمید جیسا عظیم الشان معجزہ عطا کیا اور اس کے ساتھ حکمت یعنی سنت عطا کی جسے یہ امت حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے جانتی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور معمولات سب شامل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح قرآن مجید فرقان حمید کی حفاظت کرنے، حفظ کرنے اور اسے امت تک پہچانے کا اہتمام کیا، حکم دیا اسی طرح اپنی احادیث کی حفاظت کرنے اور اسے دوسروں تک پہنچانے کا نہ صرف حکم دیا بلکہ ایسا کرنے والے کے لیے عظیم الشان بشارتیں اور خوشخبریاں بھی سنائی ہیں احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور نشر واشاعت ایسا عظیم الشان کام ہے جو سعادت مندوں کے ہی حصہ میں آتا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ سنت رسول قرآن کی تشریح و تفسیر ہے۔

غائب حاضر کو پہنچا دے:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر اپنے صحابہ کرام کو اپنے ارشادات دوسروں تک پہنچانے کا حکم دیا ہے چنانچہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حج کے موقع پر یوم النحر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے مختلف احکامات بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

" هل بلغت؟ قالوا :نعم، قال، اللهم الشهد فليبلغ الشاهد الغائب، فرب مبلغ اوعى من سامع "

کیا میں نے پیغام پہنچا دیا؟ صحابہ کرام نے عرض کیا جی ہاں ،فرمایا: اے اللہ گواہ رہنا۔ پھر فرمایا: حاضر شخص اس پیغام کو غائب تک پہنچا دے بعض وہ لوگ جن تک بات پہنچائی جائے وہ سننے والے سے زیادہ یاد رکھتے ہیں۔

(الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الحج، باب الخطبۃ ایام منی، رقم الحدیث 1741)

بلکہ ایک موقع پر ارشاد فرمایا

" انی احدثکم بالحدیث، فلیحدث الحاضر منکم الغائب "

بے شک میں تمھیں حدیث بیان کرتا ہوں پس تم میں سے حاضر غائب کو بیان کردے۔

(المحدث الفاصل، صفحہ 171)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت:

حضرت ابوسعید ہارون العبدی فرماتے ہیں ہم جب حضرت ابوسعید خدری کے پاس آتے تو وہ ہمارا یوں استقبال کرتے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق خوش آمدید۔ ہم کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: عنقریب میرے بعد تمعارے پاس ایک قوم آئے گی جو تم سے میری حدیث کے متعلق سوال کریں گے تو جب وہ تمعارے پاس آئیں تو تم ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا اور انہیں میری حدیث بیان کرنا۔

(المحدث الفاصل، صفحہ 176)

حضرت ہارون العبدی، حضرت ابوسعید خدری کے متعلق فرماتے ہیں جب وہ کسی نوجوان کو دیکھتے (جوان کے پاس سماع حدیث کے لیے حاضر ہوتا) تو اسے فرماتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق خوش آمدید، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وصیت فرمائی ہے کہ ہم تمعارے لیے مجلس میں وسعت اختیار کریں (کیونکہ تم علم حدیث سیکھنے آئے ہو) اور تمعیں حدیث کا مفہوم سمجھائیں بے شک تم لوگ ہمارے پیچھے رہنے والے اور محدثین ہمارے بعد ہوں گے۔

(شعب الایمان، الجزالثانی، الثامن عشر من شعب الایمان، باب فی نشر العلم، رقم الحدیث 1741)

رسول اللہ ﷺ کے خلفاء:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محدثین کو اپنے خلفاء قرار دیا ہے اور ان کے لیے خصوصی دعا فرمائی ہے کیونکہ وہ اپنے محبوب آقا، تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو سننے، اس کی حفاظت کرنے، روایت کرنے اور لوگوں کو اس کے مفاہیم سمجھانے میں اپنی زندگیاں وقف کرتے ہیں راتوں کو جب لوگ مزے کی نیند سو رہے ہوتے ہیں اس وقت یہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے حفظ کرنے اور اس کے مفاہیم و مطالب کو سمجھنے میں مصروف ہوتے ہیں چنانچہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" اللهم ارحم خلفائنا،قلنا: يارسول الله و ما خلفائكم؟ قال الذين ياتون من بعدى، يروون احاديثى و سنتى و يعلمونها الناس "

اے اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے خلفاء کون ہیں؟

فرمایا جو میرے بعد آئیں گے میری احادیث اور سنت کو روایت کریں گے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیں گے۔

(المعجم الاوسط للطبرانی، الجزالسادس، 8546)

دعا نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

جو لوگ رسول اکرم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو سنتے ہیں یاد کرتے ہیں اور پھر اسے آگے دوسروں تک پہنچاتے ہیں ان کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی دعا ہے چنانچہ حضرت زید بن ثابت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"نضر الله امرا سمع منا حديثا فحفظه حتى يبلغه فرب حامل فقه الى من هو افقه منه و رب حامل فقه ليس بفقيه "

اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر و تازہ رکھے جس نے ہم سے کسی حدیث کو سنا اسے یاد رکھا یہاں تک کہ آگے پہنچا دیا۔ کتنے ہی فقہ جاننے والے اپنے سے زیادہ فقیہ کو حدیث بیان کریں گے اور کتنے ہی فقہ جاننے والے فقیہ نہیں ہوتے۔

(السنن ابی داود، الجزالثانی، کتاب العلم، باب فضل نشر العلم، رقم الحدیث 3660)

جبکہ ایک روایت میں

"نضر الله وجه عبد"

یعنی اللہ تعالیٰ اس شخص کا چہرہ تر و تازہ رکھے

(المحدث الفاصل، صفحہ 168)

کے الفاظ ہیں۔

مشاہدے سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے محدثین کے چہرے عام لوگوں کی نسبت زیادہ روشن، شفاف اور نورانی ہوتے ہیں ان کی زندگی عام لوگوں سے زیادہ خوشحال ہوتی ہے انہیں ہر حالت میں قلبی اطمینان حاصل ہوتا ہے جو اللہ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے ۔

چالیس احادیث یاد کرنے کی فضیلت:

نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امتیوں میں سے چالیس احادیث حفظ کر کے اسے آگے روایت کرنے والے سے شفاعت کا وعدہ فرمایا ہے فرماتے ہیں

" من حفظ على امتى اربعين حديثا فى امر دينها بعثه الله فقيها و كنت له يوم القيامة شافعا و شهيدا "

جس شخص نے دینی معاملات کے متعلق چالیس حدیثیں حفظ کر کے میری امت تک پہنچا دی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے فقیہ اٹھائے گا اور میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے حق میں گواہی دوں گا۔

(مشکوۃ المصابیح، الجزاول، کتاب العلم، الفصل الثالث، رقم الحدیث 240)

صحابہ کرام اور حفاظت حدیث:

صحابہ کرام علیھم الرضوان نے رسول اکرم، نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے حفظ، روایت اور نشر واشاعت کے لیے مختلف طریقے اپنائے اور ہر ممکنہ کوشش کی یہاں تک کہ اس علم کو امت کے سپرد کر دیا ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کو سننے، حفظ کرنے اور اسے آگے پہنچانے میں کس طرح حریص تھے اس کا اندازہ درج ذیل واقعات سے لگایا جاسکتا ہے۔

مشہور واقعہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو احادیث سنتے وہ بھول جاتے تھے جس کی شکایت انہوں نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں کی تو آپ ﷺ نے انہیں اپنی چادر بچھانے کا کہا اور فضاء سے ایک چلو بھر کر ان کی چادر میں ڈال کر فرمایا اسے سینے سے لگا لو۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں اس کے بعد میں کبھی کوئی بات نہیں بھولا۔

حضرت ابو ایوب انصاری صرف ایک حدیث سننے کے لیے جو انہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست نہیں سنی تھی اس کے سماع کے لیے مدینہ سے دمشق تشریف لے گے اور اپنی سواری کا کجاوا کھولے بغیر حدیث سماعت کر کے واپس تشریف لے آئے۔

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے

" ليس كلنا سمع حديث رسول الله ﷺ كانت لنا ضيعة و اشغال و الكن الناس كانوا لا يكذبون يومئذ فيحدث الشاهد الغائب "

ہم سب صحابہ کرام جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سن نہیں پاتے تھے کیونکہ ہماری کاروباری اور دیگر مصروفیات بھی ہوتی تھیں لیکن ان دنوں لوگ (روایت حدیث اور عام گفتگو میں) جھوٹ نہیں بولا کرتے تھے لہذا (بارگاہ رسالت ﷺ) میں حاضر رہنے والے غیر موجود لوگوں کو احادیث بیان کر دیا کرتے تھے (اس طرح غیر موجود لوگ بھی احادیث کو سن کر یاد کر لیتے)۔

(المستدرک للحاکم، الجزاول، کتاب العلم، رقم الحدیث 438)

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے احادیث نبویہ کی نشر واشاعت کے مختلف طریقے اپنا رکھے تھے زیادہ تر احادیث کو روایت کرنے کا طریقہ رائج تھا جنہیں وہ اپنے تلامذہ یا پھر کسی مسئلہ کے متعلق سوال کرنے والے سے بیان کرتے تھے۔بعض صحابہ کرام جو عبادات و ریاضات کے لیے گوشہ نشینی اختیار کر لیتے ،دنیاوی معاملات سے جدا رہتے اور علمی مجالس کا انعقاد نہ کرتے وہ بھی بوقت وفات رسول اللہ صلی اللہ عیہ وسلم سے سنی ہوئی احادیث کو بیان کر دیتے تا کہ کتمان علم کے گناہ سے بچنے کے ساتھ احادیث نبویہ کو امت تک کی طرف منتقل کرنے کے فریضہ سے بھی سبکدوش ہو سکیں۔حدیث نبویہ کی نشر واشاعت کے لیے بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنے تلامذہ کے ذریعے مختلف صحائف بھی تیار کروائے جن میں ام المومنین حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ،حضرت ابو ہریرہ،حضرت عبداللہ بن عمر،حضرت جابر بن عبداللہ،حضرت عبداللہ بن عباس،حضرت ابوسعید خدری،حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کے صحائف قابل ذکر ہیں۔الغرض صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مقدس گروہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو امت تک پہنچانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اور وہ اس میں سو فیصد کامیاب ہوئے ،اس کے بعد تابعین، پھر طبع تابعین کا دور آیا جس میں روایت حدیث کے ساتھ تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا یہاں تک ائمہ صحاح ستہ کے دور میں فن حدیث کی مختلف النوع کتب پر بہت بڑا ذخیرہ امت کے پاس آ گیا اور اس کے ساتھ علم حدیث کی ترویج واشاعت کے لیے مجالس احادیث کا انعقاد اور روایت ودرایت کا سلسلہ بھی اپنے عروج پر رہا۔

اس امت کے بڑے بڑے جلیل القدر محدثین نے علم حدیث کی حفاظت اور نشر واشاعت

کے لیے اپنی زندگیاں وقف کیے رکھیں اور اس فن کو امت کے محفوظ ہاتھوں میں منتقل کرنے میں کامیاب ہوئے یہاں تک کہ آج یہ علم ہم گنہگاروں کے ہاتھوں میں ہے اب ہم پر لازم ہے کہ اس فن کے احیاء اور اس کی نشر و اشاعت کے لیے سر توڑ کوشش کریں اور اپنی زندگیاں اس کام کے لیے وقف کر دیں۔

جس طرح دیگر علوم و فنون میں امت تنزلی کی طرف جا رہی ہے اسی طرح علم حدیث سے بے رغبتی بھی اس امت کے حصے میں آ چکی ہے اگر ہمارا فنون کے ساتھ دلچسپی کا مجموعی طور پر جائزہ لیا جائے تو علم فقہ، صرف و نحو کی طرح علم حدیث سے شغف نہ ہونے کے برابر ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ اس فن سے دلچسپی ختم ہو گی ہے یا اس پر کام نہیں ہو رہا سب کچھ ہو رہا ہے مگر اس فن کے شایان شان نہیں۔ امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان کے بعد علم فقہ کو برصغیر میں بہت عروج ملا ہے ہر عالم اس فن میں رغبت رکھتا اور اپنی خدمات پیش کرنے کا خواہش مند نظر آتا ہے۔ مدارس میں طلباء سے مستقبل کے متعلق استفار کیا جائے کہ وہ کس فن میں تخصص کرنا چاہتے ہیں اور کس فن میں ماہر ہونا چاہتے ہیں تو غالب اکثریت اپنی رغبت علم فقہ میں ہی بیان کرے گی جبکہ طلبائےعلم حدیث کی اہمیت و ضرورت سے ہی ناواقف ہیں تو وہ اس طرف راغب کیوں ہوں گے؟

عالم عرب اس سلسلہ میں خوش قسمت ہے کہ عصر حاضر میں وہاں فن حدیث کے احیاء کے لیے ایک بہار آئی ہوئی ہے علم حدیث کی تدریس کے ساتھ وہاں کے جامعات میں علم الحدیث کی مختلف النوع پر تحقیقی مقالات قلمبند کرنے کا ایک ناختم ہونے والے سلسلہ چل پڑا ہے جس کی وجہ سے نا صرف اس فن کی حفاظت اور نشر و اشاعت کا کام ہو رہا ہے بلکہ فن حدیث کی بہت سی نئی نوع بھی

متعارف کروائی گئی ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ عالم اسلام بالخصوص برصغیر میں علم حدیث کے احیاء کے لیے ترجیحی بنیادوں پر کام کیا جائے اور اس کے لیے ہر ممکنہ وسائل کو بروئے کار لایا جائے اس کے لیے ہمیں شعوری طور پر جہد مسلسل کے ساتھ محنت کرنا ہوگی۔ سالہا سال کی محنت کے بعد جا کر کہیں گوہر مقصود ہاتھ آنے کی امید ہے۔

علم حدیث کے احیاء کے لیے بنیادی طور پر دو جہات پر کام کرنے کی ضرورت ہے

1۔علم حدیث کی ترویج واشاعت

2۔مستشرقین ومنکرین حدیث کا رد

علم حدیث کی ترویج واشاعت

علم حدیث کی ترویج واشاعت کے سلسلہ میں اگر چہ ہمارے علماء مقدور بھر کوشش کر رہے ہیں مگر یہ نا کافی ہیں اور اب تک جتنے اسباب و وسائل اپنائے ہوئے ہیں ان کو بڑھانے کی ضرورت ہے ذیل میں ہم چند اسباب کی طرف نشاندہی کرتے ہیں جن کو اپنا کر ہم اس فن کے احیاء میں نمایاں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں

1۔ تخصص فی الحدیث:

ویسے تو مدارس اسلامیہ میں رائج نصاب میں فن حدیث کی مختلف کتب رائج ہیں اور آخری سال خاص اس علم کی اشاعت کے لیے مختص کیا گیا ہے جس میں صحاح ستہ کے منتخب ابواب کی قرائت اور تشریح وتوضیح کے ذریعے محدثین اس علم کی خدمات سرانجام دیتے ہیں مگر اس فن میں درک حاصل کرنے کے لیے یہ نا کافی ہے اس لیے اس فن میں تخصصات کی حاجت ہے فن حدیث اپنے اندر سینکڑوں انواع لیے ہوئے ہے ہر نوع اپنے اندر مہارت کے لیے خاص محنت کی متقاضی ہے۔ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو آج ہمارے پاس اس فن کے ماہر علماء کی کمی ہی نہیں بلکہ نا ہونے کے برابر ہے کسی فن کی بنیادی معلومات کا ہونا اور خاص اس فن میں ماہر ہونا دو الگ الگ چیزیں ہیں جنہیں ایک جگہ جمع نہیں کیا جا سکتا۔

کیا یہ مقام افسوس نہیں کہ پاکستان جیسے اسلامی ملک جس کی آبادی بائیس کڑوڑ سے تجاوز کر چکی ہے اور ملک کے چاروں صوبوں بشمول آزاد کشمیر میں ہزاروں مدارس پھیلے ہوئے ہیں وہاں علم

حدیث میں تخصصات کا کوئی خاص اہتمام نہیں کیا گیا۔سوائے تین مقامات کے ایک دعوت اسلامی جس نے پچھلے چند سالوں سے کراچی میں دوسالہ تخصص فی تخصص فی الحدیث کا آغاز کیا ہے دوم وفاق المدارس الاسلامیہ الرضویہ کے زیر اہتمام جامعہ علیمیہ لاہور میں دوسالہ کورس ہورہا ہےاور سوم ادارہ سراج منیر گجرات کے زیر اہتمام چھ ماہ کا کورس کروایا جارہا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تینوں ادارے اندھیرے میں چراغ کا کام کررہے ہیں البتہ اگر آبادی اور مدارس کے تناسب سے دیکھا جائے تو یہ بہت کم ہے ہمیں چاہیے کہ اس کام کو ملک بھر میں مزید پھیلا دیں تمام صوبوں میں کم ازکم ایک ادارہ، جامعہ یا یونیورسٹی میں تخصص فی الحدیث کی کلاسز کا ترجیحی بنیادوں پر اہتمام ہونا چاہیےاوراس سےبڑھ کر یہ ہے کہ وہ تمام ادارے جن کے ہاں تخصص فی الفقہ ودیگر تخصصات کا اہتمام ہے وہ اپنے ہاں تخصص فی الحدیث کا بھی اہتمام کریں۔

عمومی طور پر مدارس کے طلباء درس نظامی کے بعد پریکٹیکل لائف کو ترجیح دیتے ہیں اور تخصصات کی طرف کم آتے ہیں اور جو تعداد اس طرف آتی ہے وہ تخصص فی الفقہ کو ترجیح دیتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے لیے ہم نے وسائل پیدا کیے ہوئے ہیں اور طلباء کو اس کے لیے ذہن بھی دیا جاتا ہے اس میں کوئی دورائے نہیں کہ یہ فن بڑی اہمیت کا حامل ہےاور شریعت کی بنیاد اس فن پر قائم ہے یہی قرآن وسنت کے فہم وادراک اور احکام پر مشتمل علم ہے مگر علم حدیث کے بغیر بھی چارہ نہیں کہ قرآن کے بعد دوسرا بڑا مصادر اصلی اور فہم قرآن کو لازم وملزوم یہی علم ہے جس کی تفہیم کے بغیر ہم نے تو قرآنی علوم میں غوطہ زن ہوسکتے ہیں اور نہ فقہ کی لذت حاصل کرسکتے ہیں۔

میں مدارس اسلامیہ کے طلباء سے درخواست کروں گا کہ اگر آپ کی کوئی ایسی مجبوری جس

کے بغیر گزارہ نہیں ہے تو درس نظامی سے فراغت کے بعد علوم اسلامیہ میں تخصصات کی طرف آئیں اور اس میں علم حدیث کو ترجیح دیں۔ زندگی مختصر ہے ہر شخص ہر فن مولا نہیں بن سکتا اس لیے بہتر ہے کہ کسی ایک موضوع کا انتخاب کر کے اس میں تخصص کر لیا جائے اور پھر علم حدیث سے بڑھ کر کون سا علم ہوگا جس کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دی جائیں؟ اور ویسے بھی یہ فن پوری توجہ چاہتا ہے۔

علامہ محمد بن جعفر کتانی لکھتے ہیں

اس علم کی تحقیق اور رسوخ اسی کو حاصل ہو سکتا ہے جو اپنا سب کچھ اسی کے حوالے کر دے اور اپنے تمام اوقات اسی میں کھپا دے اور جو تھوڑا سا حصہ اس فن میں دے اور زیادہ توجہ دیگر علوم پر دے تو وہ داد تحقیق نہیں دے سکتا۔

علامہ ابوبکر بن خطیب بغدادی فرماتے ہیں

علم حدیث پوری طرح اس کے ساتھ لگتا ہے جو اپنے آپ کو اسی کے ساتھ خاص کر لے اور دیگر فنون کو اس کے ساتھ نہ ملائے۔

امام شافعی فرماتے ہیں

کیا تم فقہ اور حدیث کو جمع کرنا چاہتے ہو؟ بھول جاو ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبداللہ بن محمد فرماتے ہیں

یہ علم حدیث تو اس کا کام ہے جسے اس کے علاوہ اور کوئی کام نہ ہو۔

(المستطرفہ، صفحہ 221)

2۔حفظ حدیث:

ہمارے ہاں ابتدائے اسلام سے لے کر عصر حاضر تک حفظ قرآن کی روایت اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ جاری ہے جو انشاء اللہ تا قیامت جاری رہے گی۔ جبکہ حفظ حدیث کے سلسلہ میں جمود طاری ہے صحابہ کرام، تابعین، طبع تابعین اور پھر بعد کی کئی صدیوں تک حفظ قرآن کی طرح حفظ حدیث کے لیے بھی باقاعدہ کوششیں ہوتی تھیں محدثین اس کے لیے راتوں کو بیدار رہتے، تنہائیاں اختیار کرتے، دور دراز کا سفر کرتے، ادارے بناتے، مجالس کا اہتمام کرتے، جہاں حفظ حدیث کے لیے تکرار ہوتا۔ وقت کے ساتھ جیسے جیسے اس فن سے بے رغبتی بڑھتی گئی ویسے ویسے حفظ حدیث کا رجحان بھی ٹوٹ گیا ہے یہی وجہ ہے کہ آج پورے عالم اسلام میں اس کے لیے کوئی کوششیں نہیں ہو رہی اور نہ ہی محدثین میں کثیر الاحادیث حفاظ نظر آتے ہیں۔

لہذا احیاء حدیث کے عمل کے لیے حفظ احادیث کی کلاسز کا اہتمام ناگزیر ضرورت ہے۔ ان کلاسز کو تخصص فی الحدیث کا حصہ بھی بنایا جاسکتا ہے کہ تخصص فی الحدیث کا دورانیہ بڑھا کر اس میں ایک معین تعداد تک حفظ احادیث کو لازم قرار دے دیا جائے اور علیحدہ سے منظّم اداروں کا قیام بھی عمل میں لایا جاسکتا ہے۔

3۔صحافت:

آج کے دور میں کوئی بھی ادارہ، اور تحریک صحافت کا سہارہ لیا بغیر ناکام ہے صحافتی ذرائع میں مجلّات اپنی خاص اہمیت اور شناخت رکھتے ہیں جو کسی شخصیت، ادارے اور تحریک کے افکار و نظریات کو لوگوں تک پہنچانے میں خاص اہمیت کے حامل ہیں احیاء حدیث کے عمل کو پایہ تکمیل تک

پہنچانے کے لیےہمیں پورے برصغیر میں ماہنامہ، سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ بنیادوں پر مجلّات شائع کرنے ہوں گے۔

کیا یہ مقام افسوس نہیں کہ برصغیر میں سواد اعظم کی اتھارٹی رکھنے والی جماعت کے پاس فن حدیث کی ترویج واشاعت اور احیاء کے لیے ایک بھی مجلّہ نہیں ہے جسے خاص علم حدیث کی نشر واشاعت کے لیے مختص و جاری کیا گیا ہو اور تو اور پاکستان میں جن دو اداروں کی طرف سے تخصص فی الحدیث کا اہتمام کیا گیا ہے ان کی طرف سے بھی ابھی تک کوئی مجلّہ شائع نہیں ہوا جو ان اداروں میں ہونے والے کام کو سامنے لے کر آئے۔ لہذا تمام صاحبان اختیار جن کو اللہ نے وسائل فراہم کیے ہیں وہ اپنی اپنی نگرانی میں احیاء حدیث کے جذبہ کے تحت مجلّات کا آغاز کریں اور محدثین و محققین کو فن حدیث میں خامہ فرسائی کی دعوت دیں۔

الیکٹرونک میڈیا بھی صحافت کا ہی ایک شعبہ ہے مختلف چینلز پر علم حدیث کی نشر واشاعت کے لیے خصوصی پروگرامز کا اہتمام کیا جائے اور سوشل میڈیا کو بھی بروئے کار لایا جائے۔

4۔ مصنفات ومؤلفات:

علم حدیث کی ترویج اور نشر واشاعت کا ایک بہترین اور مؤثر ذریعہ اس فن میں مصنفات و مؤلفات بھی ہیں عصر حاضر کی ضرورتوں کے پیش نظر علم حدیث کی جملہ انواع پر تالیفات وقت کی ضرورت ہے جس کے ذریعہ احیاء حدیث کے اہم فریضہ میں کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس کام کو ہم چار بنیادی شعبوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

اول: متون حدیث۔ عالمی، سیاسی، عسکری، سماجی، روحانی، اعتقادی، فقہی اور اخلاقی معاملات کو

سامنے رکھ کر مختلف مجموہائے حدیث مرتب کیے جائیں۔

دوم: شروحات وحواشی۔متون احادیث پر موجود کتب پر شروح اور حواشی لکھے جائیں۔

احادیث نبویہ پر شروحات اور حواشی کی ضرورت آج بھی ویسے ہی مسلم ہے جیسے چند صدیاں قبل تھیں حالات بدل چکے ہیں ملت اسلامیہ میں کئی فرقے اپنا وجود قائم کر چکے ہیں عقائد اور عبادات ومعاملات میں رجحانات وترجیحات بدل چکی ہیں ایسے میں منہج سلف صالحین کے مطابق اسلام کا آفاقی پیغام مسلمانوں تک پہنچانے اور حدیث نبویہ کی آسان الفاظ میں تفہیم کے لیے اس کام کی ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے اور یہ کام اردو عربی ہر دو زبانوں میں ضروری ہے جو اہل علم جس زبان میں آسانی کے ساتھ یہ کام کر سکتے ہیں کریں۔اگر اردو کی بات کی جائے تو برصغیر میں اس پر اطمینان بخش ابتدائی کام ہو چکا ہے اگر چہ اس جہت پر بھی ابھی بہت سے زاویئے خالی اور کام کی حاجت ہے مگر پھر بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے علماء نے یہ میدان خالی نہیں چھوڑا کام کیا ہے۔لیکن عربی زبان میں کام کی طرف بہت کم توجہ دی گئی ہے اس کڑوی حقیقت کو فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ برصغیر میں بسنے والی پوری دنیا اہلسنت ابھی تک درس نظامی میں موجود تمام کتب احادیث پر شروح و حواشی نہیں لکھ کر دے سکی۔ہم آج بھی صدیوں پرانے بزرگوں کی کاوشوں پر اکتفاء کیے ہوئے ہیں ہائے افسوس۔

سوم: تراجم حدیث۔یہ بات انتہائی خوش آئند ہے کہ اہلسنت کی طرف سے حدیث شریف کی اکثر امہات الکتب کے ساتھ اور بھی بہت سی کتب کے اردو تراجم سامنے آ چکے ہیں جبکہ جن کتب کے ابھی تک تراجم نہیں ہوئے امید ہے کہ وہ بھی بہت جلد ہمارے ہاتھوں میں ہوں گے۔اب ہمیں یہ کرنا

ہے کہ جن کتب کے اردو تراجم ہو چکے ہیں انہیں دیگر بڑی زبانوں میں منتقل کیا جائے تا کہ دنیا کا کوئی بھی علاقہ یا زبان اس علم کے فیضان سے محروم نہ رہے۔

چہارم: فنون حدیث۔فنون حدیث کی جملہ انواع وہ علم اسماء الرجال ہو یا مصطلحات وغیرہ ان سب پر جدید طریقہ تحقیق کے پیش نظر کام کی حاجت ہے یہ کام اس فن میں دلچسپی رکھنے والوں کے نا صرف شوق میں اضافہ کرے گا بلکہ احادیث نبویہ کو سمجھنے اور ان کی تفہیم و تشریح میں بھی معاون ثابت ہوگا۔

5۔قلمی وقدیم کتب کی تحقیقات:

علم حدیث پر ہمارے بزرگوں کا جو قدیم سرمایہ دنیا کی مختلف لائبریریوں میں موجود ہے یا پھر سالوں پہلے کسی کی ایک آدھ بار اشاعت ہوئی ہے ان پر جدید طریقہ تحقیق وتخریج کے مطابق کام کر کے منظر عام پر لایا جائے۔اس سلسلہ میں برصغیر کے محدثین کی مصنفات ومؤلفات کو ترجیح ہونی چاہیے۔البتہ ضرورت واہمیت کے پیش نظر اس خطہ کے باہر کے علماء کی تالیفات کو بھی لیا جاسکتا ہے۔

6۔محدثین کو خراج عقیدت:

عالم اسلام بالخصوص برصغیر سے تعلق رکھنے والے محدثین کی شخصیات اور ان کے کام کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ان کے کام کو زندہ کیا جائے،ان کے کام سے نئی نسل کو متعارف کروایا جائے اور محدثین کی سوانح حیات کو مرتب کیا جائے تا کہ ان کے کام سے آگاہ ہو کر ان کی شخصیات کا مطالعہ کر کے نوجوان نسل ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خود کو علم حدیث کے احیاء کے مشن کو لے کر آگے بڑھیں اور اس عظیم مقصد کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔

7۔دروس حدیث:

مذکورہ بالاسطور میں جوتجاویزات پیش کی گئی ہیں ان سب کا تعلق علماء وطلباء مدارس سے ہے البتہ ائمہ مساجداورعوامی سطح پر بھی احیاءحدیث کے مشن میں شامل ہوا جا سکتا ہے۔

اگر آپ امام مسجد ہیں اور مذکورہ بالا جہات پر کام کی صلاحیت نہیں رکھتے تو اپنی مسجد میں درس حدیث کا اہتمام کریں کسی سنی عالم کی مستند شرح لیں، روزانہ یا ہفتہ وار درس حدیث کا آغاز کریں اور مسلمانوں کے سینوں کو علم حدیث کے انوار سے منور کریں۔

سکول، کالجز یا یونیورسٹز میں پڑھنے والے طلباء اپنے دوست احباب کا ہفتہ میں کم ازکم ایک دن یا فارغ وقت میں ایک حلقہ منعقد کریں جن میں علمائے اہلسنت کی طرف سے تیار کردہ مجموعہ ہائے احادیث سے درس کا انعقاد ہو۔احادیث کو یاد کرنے اور تکرار کرنے کا سلسلہ ہواوران کی تفہیم کے لیے علمائے اہلسنت کی شروحات کی مدد لی جائے اورحدیث پر جو مطالعہ کیا ہے اسے اپنے دوستوں کے ساتھ شیئر کریں۔۔اسے آپ حدیث اسٹڈی سرکل کا نام بھی دے سکتے ہیں۔

احیاءحدیث کے مقصد میں حصہ لینے والی اگر خواتین ہیں تو وہ اپنے معمولات اورامور خانہ داری میں ایک اورتجویز کو بھی شامل کر لیں۔کہ ان کے بچے جب سکول کی تعلیم اور کھیل کود سے فارغ ہو جائیں تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین یاد کروائیں، ان کے مطالب سمجھائیں اوران کی تشریح و توضیح سے اپنے جگر پاروں کے سینوں کو منور کریں۔یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ آپ کے بچے فضول قسم کی ویڈیوز گیم یا انٹرٹینمٹ کے نام پر چلنے والے پروگرامز پر اپنا وقت برباد کریں۔

ائمہ مساجد اپنے ذوق طبع اور صلاحیتوں کے مطابق علمائے اہلسنت کی لکھی ہوئی شروحات کا انتخاب

کر سکتے ہیں البتہ سکول، کالجز اور یونیورسٹیز کے طلباء کے لیے درج ذیل کتب معاون رہیں گی۔

انوارالحدیث، مطبوعہ، مکتبۃ المدینہ، کراچی،

المستند، مطبوعہ، رحمۃ اللعالمین پبلکیشنز، سرگودھا

انوارالمتقین شرح ریاض الصالحین، مطبوعہ، مکتبۃ المدینہ، کراچی،

مراۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، مطبوعہ نعیمی کتب خانہ، لاہور

جنت میں لے جانے والے اعمال، مطبوعہ، مکتبۃ المدینہ، کراچی

الترغیب والترہیب، (مترجم) مطبوعہ، ضیاء القرآن، لاہور

جواہرالحدیث، مطبوعہ، شبیر برادرز، لاہور

منتخب حدیثیں، مطبوعہ، مکتبۃ المدینہ، کراچی

فیضان چہل حدیث، مطبوعہ، مکتبۃ المدینہ، کراچی

مقاصد احادیث، مطبوعہ، ورلڈ ویو پبلشرز، لاہور

یہ فہرست نامکمل ہے اس میں اور بھی بہت سی ایسی کتب کو شامل کیا جا سکتا ہے جو عوام کی ذہنی سطح کے قریب تر ہیں۔

مستشرقین ومنکرین حدیث کا رد

اسلام کی اساس کومشکوک ٹھہرانے اور مسلمانوں کا قرآن سے رشتہ توڑنے اورانہیں گمراہ کرنے کے لیے مستشرقین اور منکرین حدیث نے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدف تنقید بنایا ہے یہ لوگ اپنے مذموم مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے مسلسل سرگرم ہیں یہ فکر کہاں سے پروان چڑھی،اس کے محرکات کیا ہیں اس کے بڑے مبلغین کون ہیں اور وہ حدیث رسول کو ہدف تنقید کیوں بنائے ہوئے ہیں؟ یہ سب سوالات طویل مباحث کے متقاضی ہیں جو کہ سردست ہماری بحث سے خارج ہیں علماء نے اپنی مصنفات میں اس پر مقدور بھر کلام کیا ہے البتہ مستشرقین ومنکرین حدیث کا جب تک وجود اوران کی فکر باقی ہے تب تک ان کا رد اوران کی طرف سے حدیث نبویہ کے متعلق پھیلائے گئے شکوک وشبہات کو رفع کرنا علماء اسلام ومحدثین کی اہم ذمہ داری ہے جسے کسی صورت غفلت نہیں ہونی چاہیے۔

منکرین حدیث جو چکڑالویت، پرویزیت اوراب غامدیت کے نام سے اپنا وجود رکھے ہوئے ہیں ان کے احادیث نبویہ پر تمام شکوک وشبہات اوراعتراضات مستشرقین سے مستعار لیے ہوئے ہیں اس لیے ان کے اور مستشرقین کے رد میں کوئی خاص فرق نہیں ہے ان دونوں میں سے کسی ایک کا رد دونوں کو کفایت کرتا ہے البتہ بعض اوقات انداز تکلم کی بناء پر ہر دو کی طرف علیحدہ علیحدہ متوجہ ہونا پڑتا۔جیسا کہ عصر حاضر میں جاوید احمد غامدی نے طریقہ واردات بدلا ہوا ہے جدید اذہان کو متاثر کرنے کے لیے اس نے اپنی فکر کی بنیاد سنجیدہ انداز تکلم اور عقلیات پر رکھی ہے اسی کے پس

پر دہ یا تو حدیث پر کلام،اس سے استدلال بلکل نہیں کرتا اور اس کے عدم حجت ہونے کا قائل ہے یا پھر احادیث نبویہ کا دارومدار جن رایوں کی روایات پر ہے انہیں ہدف تنقید بنا کر احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہو جاتا ہے اس شخص کے طریقہ وارادت کو سمجھنے اور اس پر کام کرنے کی حاجت ہے جس پر ہمارے علماء کی توجہ بلکل نہیں الا ماشاء اللہ

وہابیہ اور انکار حدیث:

عرب وعجم میں بسنے والے وہابیہ جو خود کو اہلحدیث کہلواتے اور اہل حدیث ہونے کے مدعی ہیں حقیقت میں غیر شعوری طور پر منکرین حدیث کے زمرہ میں آتے ہیں حدیث نبویہ پر عمل،ان سے استدلال اور ان کے قبول وعدم قبول میں ان کا منہج کسی فتنہ سے کم نہیں۔سواد اعظم سے ہٹ کر ان کے مخصوص عقائد ونظریات ہیں جنہیں تقویت پہنچانے کے لیے چیدہ چیدہ احادیث کا انتخاب کرتے ہیں اس سے قطع نظر کی ان کی فنی حثیت کیا ہے وہ قابل استدلال ہیں بھی یا نہیں ہر وہ حدیث جو ان کے عقائد ونظریات اور معمولات کے خلاف ہو اگر چہ صحیح لذاتہ ہو اس کو ترک کر دیں گے یا پھر کھینچ تان کر ضعیف قرار دے دیں گے۔

وہابیہ کی طرف سے احادیث کو ضعیف قرار دے کر انہیں رد کرنا اور ترک کرنے کا فتنہ بڑی شدومد سے جاری ہے ان کی تقریر ہو یا تحریر،سوشل میڈیا کا پلیٹ فارم ہو یا صحافت ہر جگہ احادیث نبویہ کو ضعیف قرار دے کر عوام کو عمل بالحدیث سے دور کر رہے ہیں۔محدثین اپنی کتب میں ضعیف احادیث کو روایت کیا ہے تو اس پر عمل کے مخصوص طرق بھی بیان کیے ہیں امت کو بتایا ہے کہ ضعیف حدیث کو کہاں لیا جائے گا اور کہاں چھوڑا جائے گا جبکہ وہابیہ نے اسے امت کے سامنے یوں پیش کیا

ہے جیسے ضعیف حدیث بھی موضوع ہی ہوتی ہے (معاذ اللہ)

لہذا ہمارے کرنے کا کام یہ ہے کہ محدثین کے بیان کردہ قواعد کی روشنی میں ضعیف حدیث کی شریعت میں فنی حثیت کو عوام کے سامنے لایا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ فضائل اعمال میں اس پر عمل معتبر ہے۔ نیز ہر وہ حدیث جس کو وہابیہ ضعیف قرار دیتے ہیں علم جرح وتعدیل کی روشنی میں اسے پرکھ کر اس کی فنی حثیت کو واضح کیا جائے تا کہ اس فتنہ کا سد باب ہو سکے۔

ماخذ ومراجع

الجامع الصحیح للبخاری، امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، دارالاسلام، ریاض، سعودی عرب، ذوالحجۃ 1419ھ/ مارچ 1999ء

السنن ابوداؤد، امام ابوداؤدسلیمان بن اشعث سجستانی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1416ھ/ 1996ء

المعجم الاوسط للطبرانی، الحافظ ابی القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، دارالحرمین، قاہرہ، مصر، 1415ھ/ 1995ء

شعب الایمان، امام ابی بکر احمد بن حسین بیہقی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1421ھ/ 2000ء

المستدرک للحاکم، امام ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، سنہ ندارد

مشکوۃ المصابیح، امام ولی الدین محمد بن عبداللہ، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، پاکستان، سنہ ندارد

المحدث الفاصل، القاضی الحسن بن عبدالرحمٰن الرامہرمزی، دارالفکر، بیروت، لبنان، 1404ھ/ 1984ء

المستطرفہ، امام ابی جعفر محمد بن محمد کتانی، دارالبشائرالاسلامیہ، بیروت، لبنان، 1414ھ/1993ء

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی کی تصانیف وتالیفات

الاصول المتعارفہ لرفع التعارض بین الاحادیث المتعارضہ
برصغیر کے علمائے اہلسنت کی خدمات حدیث
امام احمد رضا خان، میری نظر میں
احیاء مخطوطات، وقت کا تقاضہ
احیاء حدیث، وقت کا تقاضہ
گناہوں سے توبہ اوراس کی شرائط
فیس بک کا استعمال، مقاصد اور احتیاتیں
پاک و ہند کے مفسرین اہلسنت اوران کی تفسیریں
القول العالیه فی ذکر المعاویه
کلام مبین علی مسئله تکفیر و متکلمین
مکالمه بین الوهابی و السنی
ملت اسلامیہ اوراقوام متحدہ
مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مولد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم
فضائل آفات
(لاحاصل (شعری مجموعہ)
مقالات ومضامین
اسلام میں علماء کا مقام
فضائل مسواک